محمد خالد جاوید

مختلف پیشوں کی اہمیت اور ان کی مناسب تقسیم شاہ ولی اللہ کے نقطۂ نظر سے

مختلف پیشے کیسے وجود میں آتے ہیں:

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے نظریۂ ارتفاقاتِ اربعہ اور انسان کے نوعی تقاضوں کے پیش نظر تمدن (کے ارتقا کے مختلف مراحل میں) مختلف پیشوں اور پیشہ ور افراد کا وجود میں آنا ضروری ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

> "اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جب (نوع انسانی کے افراد زمین پر پھیل گئے) اور ان کی ضروریات زندگی بڑھ گئیں۔ نیز ہر ایک چیز میں اس کی نفاست کو ملحوظ رکھا جانے لگا تاکہ اس سے آنکھوں کو لطف اور نفوس کو سرور حاصل ہو تو اس صورت میں یہ ممکن نہ تھا کہ ہر ایک فرد اپنی تمام ضروریات کو (اپنے لیے خود) پورا کرے۔۔۔ پس ضرورت کے تحت (تمام اقوام نے) اس بات پر اتفاق کیا کہ ہر شخص ایک ہی قسم کی ضرورت کو پورا کرنے پر توجہ دے اور اس کو اچھی طرح انجام دینے کے لیے تمام ذرائع اختیار کرے اور پھر اس ایک (پیداوار یا پیشے) کو مبادلے کے تحت اپنی تمام ضروریات کے حصول کا ذریعہ بنا لے [1]"

درج بالا عبارت میں شاہ صاحب نے معاشرے کے ارتقا میں مختلف پیشوں کے وجود میں آنے اور انسانی معاشرے کی ضروریات میں شامل ہو جانے پر نہایت جامع تبصرہ فرمایا ہے۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ۔ ج: ۱، باب فن المعاملات ص: ۴۳، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء

اصولی پیشے :

شاہ صاحب کے نزدیک اکتساب معاش کے بعض پیشے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، جن میں زراعت، گلہ بانی، خشکی و تری کی مباح اشیا کو اپنے قبضۂ ملکیت میں لانا، تجارت کرنا اور خام مواد میں تصرف کرکے اسے کارآمد بنانے کے لیے صنعتوں کا وجود میں آنا شامل ہے۔ اسی طرح تمدن کی وسعت پر نظام تمدن کو بہتر بنانے والی ملازمتیں بھی پیشوں میں شامل ہوجاتی ہیں اور نئے نئے پیشے وجود میں آنے لگتے ہیں اور لوگ بعض پیشوں میں مہارت اور تخصص حاصل کرنے لگتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

" اکتسابِ معاش کے اصل پیشے یہ ہیں: (۱) کھیتی باڑی کرنا، مال مویشیوں کا پالنا۔(۲) وہ چیزیں جو خشکی اور تری میں غیر مملوک پائی جاتی ہیں، خواہ ان کا تعلق معدنیات سے ہو یا نباتات وحیوانات سے، ان کو اپنے قبضے میں لے آنا۔(۳) نیز وہ صنعتیں جن کے ذریعے عام طور پہ پائے جانے والے مواد میں تصرف کرکے اُنھیں اس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ ان سے مطلوبہ ارتفاق میں مدد ملے مثلاً بڑھئی، لوہار اور کپڑا بننے والے وغیرہ کے پیشے۔ پھر تجارت بھی ایک پیشہ بن گئی، اور بعد میں جب تمدن میں کسی قدر وسعت پیدا ہوئی تو یہ بھی ایک پیشہ شمار ہونے لگا کہ آدمی نظامِ تمدن کو بہتر طریقے پر قائم کرنے میں مدد دے (سرکاری ملازمین وغیرہ اسی نوع میں داخل ہیں) اور پھر (کسب و پیشے کے مفہوم میں اور زیادہ توسیع ہوئی) ہر ایسی جد وجہد کو پیشہ کہا جانے لگا، جس سے نوع انسانی کی کوئی ضرورت پوری ہوتی ہو۔ (بالفاظ دیگر اس سے تمدن کی تکمیل ہوتی ہو) اس کے بعد جیسے جیسے (تمدن نے ترقی کی) نفاست پسندی بڑھتی گئی اور لذت و سرور کی خواہش غالب ہوتی گئی تو مختلف پیشوں کی شاخیں وجود میں آنے لگیں اور ہر شخص کسی نہ کسی پیشے کا ماہر اور متخصص ہونے لگا۔"[۳۵]

پیشوں میں تخصص اور مہارت کے وجود میں آنے کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب البدور البازغہ میں فرماتے ہیں:

---

۳۵ ایضاً

"ان میں سے ہر گروہ کسی ایک کام پر توجہ دینے لگتا ہے اور بار بار انفرادی توجہ دینے کی وجہ سے اس کام کو اچھی طرح انجام دینے لگتا ہے۔ پس وہ اس کا ماہر بن جاتا ہے اور اس میں باریک بینی کرنے لگتا ہے"۔[۵۳]

پیشوں کی مناسب تقسیم کی ضرورت:

تمدن کی ترقی کے لیے مختلف پیشوں کا وجود اور تقسیم کار نہایت ضروری ہے۔ اس لیے اگر بہت سے لوگ ایک ہی پیشہ یا چند پیشوں کی جانب متوجہ ہو جائیں اور باقی اہم مکاسب کو نظر انداز کر دیں تو نظام تمدن میں بحران پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے حکومت و انتظامیہ کا فرض ہے کہ وہ معاشرے کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پیشوں کی تقسیم کی نگرانی کرے۔ جو ضروری پیشے نظر انداز کیے جا رہے ہوں ان میں مناسب ترغیبات پیدا کر کے انھیں رائج کیا جائے اور جن پیشوں پر بے جا ہجوم بڑھ رہا ہو اسے محدود کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ اس طرح معاشرہ متوازن ترقی کی شاہراہ پر چل سکے گا۔ شاہ صاحب اسی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یاد رکھو! اگر کسی شہر میں مثلاً دس ہزار نفوس کی آبادی ہو تو سیاستِ مدنیہ کا تقاضا ہے کہ اہلِ شہر کے مکاسب پر گہری نظر ڈالی جائے۔ کیونکہ اگر ان میں سے اکثر صنعت و حرفت اور سرکاری ملازمتوں میں مشغول ہیں اور معدودے چند افراد ایسے ہیں جو گلہ بانی اور زراعت کا کام کرتے ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے دنیاوی امور میں فساد برپا ہو جائے گا"۔[۵۴]

کسی خاص پیشے کو اختیار کرنے کی وجوہ:

شاہ صاحب نے پیشوں کی مناسب تقسیم کی ضرورت کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ مختلف پیشے اختیار کرتے میں کون سے محرکات کام کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی پیشے کی طرف متوجہ ہونے میں عام طور پر درج ذیل عوامل کام کرتے ہیں۔

---

۵۳ البدور البازغۃ۔ ص: ۸۶۔ مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی سندھ۔ ۱۹۷۰ء

۵۴ حجۃ اللہ البالغۃ ج: ۲۔ ابواب ابتغاء الرزق ص: ۱۰۵

۱۔ کسی شخص کی مخصوص ذہنی وجسمانی خصوصیات

۲۔ ماحول اور وراثت (جس میں باپ دادا کا پیشہ گرد و پیش کے جغرافیائی وطبعی حالات وآلات اور اساتذہ کا میسر ہونا شامل ہے۔)

۳۔ ضرورت اور احتیاج ۔

فرماتے ہیں:

"کوئی شخص کوئی خاص پیشہ یا کسب دو وجہ سے اختیار کرتا ہے ۔ ایک یہ کہ اس کی خصوصی (ذہنی وجسمانی) استعداد (کسی پیشے سے مناسبت رکھتی ہے) مثلاً بہادر آدمی سپاہیانہ زندگی کے لیے، ذہین وتعلیم یافتہ آدمی حساب کتاب (سرکاری ملازمت وغیرہ) کے لیے اور جسمانی لحاظ سے مضبوط آدمی بوجھ اٹھانے اور بھاری بھرکم کاموں کے لیے مناسب ہوتا ہے ۔

دوسری وجہ گرد و پیش کے حالات ہیں ۔ لوہار کے بیٹے اور پڑوسی کے لیے لوہاری کا پیشہ زیادہ آسان ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے پیشوں کے یا یہ پیشہ دوسرے لوگوں کے لیے ۔ اسی طرح ساحل سمندر پر رہنے والے لوگوں کے لیے ماہی گیری کا پیشہ دیگر پیشوں کی بہ نسبت بہت آسان ہوتا ہے ۔"[۵]

اس عبارت سے ہمیں بہت سے حقائق کی طرف رہنمائی ملتی ہے مثال کے طور پر یہ کہ:

لوگ عام طور پر اپنی جسمانی استعداد اور ذہنی میلان کے مطابق پیشے کو بخوشی اختیار کرتے ہیں ۔ اس لیے کسی بچے کو کسی خاص پیشے کی طرف مائل کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی ذہنی وجسمانی استعداد کا گہرا جائزہ لیا جائے ۔ تعلیمی اور ذہنی کاموں کے لیے صرف انہی لوگوں کو منتخب کیا جانا چاہیے جو فطرتاً سوچ بچار اور تعلیم وکتاب سے دلچسپی رکھتے ہیں ۔ اس طرح جسمانی لحاظ سے کمزور افراد کو محنت و مشقت کے کاموں پر مجبور کرنے کی بجائے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام لینے سے زیادہ بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔

---

۵ حجۃ اللہ البالغہ ج: ۱، ص: ۳۴۳

آج کل ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں بہترین صلاحیتیں رکھنے والے افراد کی کمی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ مختلف پیشوں کے لیے افراد کے مناسب انتخاب کا کوئی فطری نظام موجود نہیں اور فقط کمائی یا عمومی رجحان کے تحت لوگ ایک ہی قسم کے پیشوں کا رخ اختیار کرتے ہیں، جس کی بنا پر معاشرے کے بہت سے اہم گوشے کاریگروں اور ماہرین کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں جب کہ دوسری جانب مشہور پیشوں میں بے روزگاری اور شدید مقابلے کا رجحان بڑھتا رہتا ہے۔ اور یہ دونوں غیر متوازن رجحانات معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ بنتے جاتے ہیں۔

دوسری اہم چیز جسے اقتصادی منصوبہ بندی میں خاص طور پر پیش نظر رکھنا ضروری ہے، وہ آب و ہوا، ماحول، روایات اور قدرتی ذرائع پیداوار وغیرہ کا وجود ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہیں کہ کسی خاص علاقے میں کوئی خاص صنعت یا فن رواج پاتا ہے اور پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں ایسے ماہرین فن اور متخصص پیدا ہوتے شروع ہو جاتے ہیں جو اس علاقے کی پہچان بن جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب کسی علاقے یا قوم کے لوگ ایک پیشہ اختیار کرتے ہیں تو ان کے بچے اپنے بزرگوں کو وہ کام کرتے ہوئے دیکھ کر بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں اور اس پیشے سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اس کام کو شروع کرتے ہیں تو اپنی تازہ دم صلاحیتوں اور بزرگوں کے تجربات سے فائدہ اٹھا کر نئی نئی ایجادات اور اختراعات کو عمل میں لاتے ہیں اور اس طرح ایک مخصوص پیشہ یا فن ترقی کی جانب بڑھتے رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں اساتذۂ فن اور آلات کا وجود بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب البدور البازغہ میں پیشوں کے انتخاب کی وجوہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" احدهما تناسب القوی ۔۔۔۔ ثانیهما تناسب الارتفاقات من الآلات والاساتذة وغیرہ ذلك ۔

(" پیشوں کے انتخاب کی دو بڑی وجوہ) میں سے ایک استعداد کی مناسبت اور دوسری ارتفاقات کے ساتھ آلات اور اساتذہ وغیرہ کا میسّر ہوتا ہے"[۵۶]

---

[۵۵] حجۃ اللہ البالغہ ج: ۱، ص ۴۳۔

[۵۶] البدور البازغہ، ص: ۸۷

مکاسب کے اختیار کرنے کی ایک اور وجہ شاہ صاحب کے نزدیک ضرورت و احتیاج بھی ہے۔ جس کے باعث انسان مجبوراً ایک پیشہ اختیار کر لیتا ہے خواہ اس کے ساتھ اسے طبعی و جسمانی مناسبت ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ شاہ صاحب فرماتے ہیں: "بعض اوقات انسان مجبوری کی وجہ سے بھی کسی پیشے کو اختیار کر لیتا ہے خواہ وہ معزز پیشہ ہو یا ذلیل جیسا کہ کہا گیا ہے" کہ ہر گری پڑی چیز کو کوئی نہ کوئی اُٹھا ہی لیتا ہے"[۵۷]

چنانچہ پیشوں کے انتخاب، ترویج اور تربیت کے دوران کسی قوم کے عمومی رجحانات، روایات اور گرد و پیش کے قدرتی ذرائع پیداوار کو پیش نظر رکھنا اور پھر افراد کی انفرادی صلاحیتوں اور ان کی ضروریات کا گہرا مطالعہ اور محتاط جائزہ لینا نہایت مفید نتائج پیدا کرتا ہے۔

ضروری پیشوں کی ترویج کے لیے تعلیم و تربیت کی ضرورت:

شاہ صاحب کے نزدیک حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمدن کی ترقی کے لیے ایسے تربیتی ادارے قائم کرے جو لوگوں کو مختلف علوم کی تعلیم اور ترغیب دیں تاکہ لوگوں کو نئے نئے علوم مکاسب اور فنون کا علم ہو سکے۔

دوسری اہم چیز تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں کی نفسیاتی، طبعی اور ذہنی و جسمانی استعدادوں کی نگرانی کرنا ہے، جیسا کہ پچھلی سطور میں ان عوامل و محرکات کی اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ شاہ صاحب ان حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "اہل شہر کو آمادہ کیا جائے کہ وہ نوشت و خواند، حساب کتاب، تاریخ، طب اور علمی ترقی کے صحیح ذرائع کو ترقی دیں اور (حاکم کے لیے ضروری ہے کہ) وہ اپنے آپ کو ملک کے حالات سے اچھی طرح باخبر رکھے، تاکہ غلط کردار اور نیک چلن افراد کا اس کو پورا پورا علم ہو۔ محتاج کی اعانت کی جائے اور جو لوگ کسی خاص علم و فن میں مہارت کی استعداد رکھتے ہوں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے (تاکہ ان کی پوشیدہ قابلیت کے جوہر ظاہر ہو کر حکومت و معاشرے کے لیے سود مند ثابت ہوں)[۵۸]

---

۵۷ البدور البازغہ ص: ۸۷

۵۸ حجۃ اللہ البالغہ ج: ۱

اسی طرح شاہ صاحب پیشہ و ہنر کی تربیت کے سلسلے میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کوئی کام سیکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں اجمالی علم حاصل کیا جائے، پھر اس کے لیے ضروری آلات کو پہچانا جائے اور اس کے موٹے موٹے اصول سیکھنے پر توجہ دی جائے۔ بعد میں جب کچھ مہارت حاصل ہو جائے تو فن کی باریکیوں پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔ چنانچہ شاہ صاحب رقم طراز ہیں۔

"جب آدمی کسی پیشے کو شروع کرے تو پہلے اسے اس کے آلات اور اصولی باتوں پر نگاہ رکھنی چاہیے اور جب وہ ان کو اچھی طرح سیکھ لے تو پھر اس (فن) کی گہرائیوں اور باریکیوں پر توجہ دینی چاہیے۔"[۹]

پیشہ صرف تقلید کے طور پر اختیار نہیں کرنا چاہیے:

شاہ صاحب کے نزدیک کوئی پیشہ اختیار کرتے وقت پوری بصیرت سے کام لینا ضروری ہے۔ جس طرح ماحول سے مطابقت اور قریبی لوگوں کے مخصوص پیشے کی بدولت نئے افراد کو آسانی اور سہولت حاصل ہوتی ہے اسی طرح کسی پیشے کے انتخاب کے سلسلے میں اندھا دھند تقلید اور روایات کی پیروی بھی بعض اوقات وبالِ جان ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری نہیں کہ کسی فرد کی ذہنی و جسمانی استعداد اور طبعی میلان لازماً اپنے والدین یا گردو پیش کے مطابق ہو۔ اس طرح عام لوگوں کے رجحان کو دیکھتے ہوئے بغیر سوچے سمجھے کوئی پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ فرماتے ہیں:

"لوگوں میں اکثر ان کے باپ دادا کی بغیر سوچے سمجھے تقلید فساد کا باعث بنتی ہے پس وہ اپنے ہمجولیوں کے پیشے اختیار کر لیتے ہیں جو ان کے لیے مناسب نہیں ہوتے۔"[۱۰]

شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کسی پیشے کا کسی شخص کے لیے کسی لحاظ سے نامناسب یا مشکل ہونا معلوم ہو جائے تو فوراً اسے چھوڑ کر دوسرا مناسب پیشہ اختیار کر لینا چاہیے۔ اس باب میں ان کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

"جب کسی شخص کے لیے کوئی پیشہ مشکل بن جائے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے، اس

---

۹ البدور البازغہ ص: ۸۸

۱۰ ایضاً

لیے کہ ہر شخص کسی خاص کام کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔"[۱۱]

طبعی میلان کے خلاف پیشہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے :

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خالق کائنات نے مختلف انسانوں کے مزاجوں میں مختلف خواص اور صفات رکھ دی ہیں ۔ اس لیے اگر ان کی صحیح تشخیص کر کے ان سے صحیح کام لیا جائے تو یہ بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے ۔ اس کے برعکس طبعی میلان و مزاج کے خلاف جبراً کسی سے کوئی کام لینا حکمت کے خلاف ہے ۔ اس لیے کہ بعض لوگوں میں ذمہ داری کا احساس اور قیادت کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور وہ بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر آسانی سے چل سکتے ہیں ۔ جب کہ بعض لوگ کسی قائد یا رہنما کے بغیر ایک قدم اُٹھانے کے قابل نہیں ہوتے ۔ اس لیے پیشہ اور ذمہ داری کسی کے حوالے کرتے وقت اس کے ان اوصاف کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے ۔ تحریر کرتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں میں سے ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ اس نے انسان کو مختلف مراتب کے مطابق پیدا کیا ہے ۔ بعض ان میں سے فطری طور پر غلامانہ (تابع فرمان) طبیعت کے مالک ہوتے ہیں جو اپنی کم ہمتی کے باعث اپنے معاشی امور پر اختیار نہیں رکھتے ۔ وہ تو گویا اس لیے ہی پیدا ہوتے ہیں کہ اپنے آقاؤں کا اتباع کریں اور ان کے زیر دست رہ کر ان کے احکام بجا لائیں ۔ اس قسم کا شخص اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک اسے ایک آقا نہ مل جائے ۔ ۔ ۔ ۔ اور بعض ان میں سے قائدانہ مزاج کے حامل ہوتے ہیں ۔ وہ زبردست شخصیت کے مالک، عالی ہمت اور مکاسب میں ہمہ گیری کے حامل ہوتے ہیں ۔ وہ اپنے زیردستوں کا بوجھ اٹھاتے اور ان کی رہنمائی کرتے ہیں ۔ پھر حاکموں اور آقاؤں کے بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں جو محکوموں کی اعانت کے بغیر انجام نہیں دیے جا سکتے اور محکوموں کی بہت سی حاجات ہوتی ہیں جو حاکموں کی اعانت کے بغیر پوری نہیں ہو سکتیں ۔ پس اس (باہمی تعاون) کی بنا پر ان کے امور معاش کا انتظام بہترین انداز میں ہو جاتا ہے "[۱۲]

---

[۱۱] ایضاً

[۱۲] ایضاً ص ۹۷

اسی طرح شاہ صاحب ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

" والحکمة تفید ان یعامل بالطبع لا بالتعسر "[۱۳]

"حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ (کوئی بھی) معاملہ طبیعت اور مزاج کے موافق ہونا چاہیے نہ کہ جبر اور زبردستی سے "

کسب سکھانے میں والدین کی ذمہ داری:

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اولاد جب بالغ ہونے لگے تو دیگر امور کی طرح ان کے کسب معاش کے اسباب تلاش کرنے میں ان کی مدد کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ فرماتے ہیں:

" ثم لا بدّ من تعلیم العلوم النافعة فی معاشہ و معادہ واذا کبر فلیزوجه و یعلمہ، کسبا یلیق بامثالہ "[۱۴]

یعنی (بچے کی ابتدائی نشوونما کے بعد) لازمی ہے کہ اس کے معاش اور معاد کے متعلق ضروری نفع بخش تعلیم دی جائے اور جب وہ بڑا ہو جائے تو اس کی شادی کی جائے اسے ایسا پیشہ اور ہنر سکھایا جائے جو اُس جیسے دوسرے ساتھیوں کے شایانِ شان ہو"

پیشہ اختیار کرتے وقت کن مقاصد کو پیش نظر رکھنا چاہیے:

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی پیشہ اختیار کرتے وقت دو چیزوں کو خاص طور پہ مدّ نظر رکھنا چاہیے۔ ایک تو یہ کہ اس پیشے سے اتنی معقول آمدنی ہو سکے جو اس کی ضروریات کے لیے کافی ہو، اور دوسرے یہ کہ اس پیشے میں اجر و ثواب کو مدنظر رکھے۔ ظاہر ہے کہ ایسا پیشہ وہی ہو سکتا ہے جو حرام و ناجائز نہ ہو اور معاشرے کے لیے کسی نہ کسی طور سے مفید ہو۔

" وللکاسب مقامان: ینبغی ان یتانق فیہما و یعمل برأیة العمیق: احدھما اقتناء صنعة تکفیه و ثانیہما صرفه علی قصد تحری ثواب "[۱۵]

---

[۱۳] ایضاً ص: ۸۴

[۱۴] ایضاً ص: ۸۳

[۱۵] ایضاً ص ۸۸

"یعنی پیشہ ور کے لیے دو امور ایسے ہیں جن میں اسے گہرے غور و فکر سے کام لینا چاہیے۔ ایک یہ کہ وہ ایسا پیشہ اختیار کرے جو اس (کی ضروریات) کے لیے کافی ہو اور دوسرے اس میں اجر و ثواب کے حصول کی نیت بھی شامل ہو۔"

روزگار کی اہمیت:

شاہ صاحب ایک صحت مند معاشرے کے ہر فرد کے لیے روزگار اور کسب کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر فرد کی محنت مزدوری اور ہاتھ کی کمائی انفرادی و اجتماعی فلاح کے لیے اشد ضروری ہے، اس لیے کہ اگر سوسائٹی کے افراد ہاتھ کی کمائی اور محنت چھوڑ کر دوسروں کی کمائی پر نظر جمالیں اور گداگری یا دیگر حیلوں بہانوں سے مال بٹورنا شروع کر دیں تو یہ معاشرے کی بربادی اور ہلاکت کا سبب بن جائے گا۔ فرماتے ہیں:

"چونکہ انسان مدنی الطبع ہیں اور آپس کے تعاون کے بغیر وہ اپنے لوازم حیات بہم نہیں پہنچا سکتے اس لیے شرائع میں ان کو باہمی تعاون کا حکم دیا گیا ہے تاکہ سوسائٹی کا ایک فرد بھی عذرِ معقول کے بغیر بے کار اور بے روزگار نہ رہے۔"[١٦]

گداگری اور مفت خوری تمدن کے لیے روگ ہیں:

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ شریعت میں بلاضرورت دست سوال دراز کرنے والوں کے لیے سخت وعید کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ اس قبیح عمل سے لوگوں کو روکا جائے، اس لیے کہ اس کا عادی ہو جانا اور اسے اختیار کر لینا معاشرے کی بربادی کا باعث بنتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اگر بھیک، کو غیر معیوب سمجھ کر عادت بنا لیا جائے اور لوگ اس سے نہ شرمائیں اور اسے مال کمانے کا ذریعہ بنا لیا جائے تو یہ بہت سے ایسے پیشوں کے معدوم ہو جانے کا ذریعہ بن جائے گی جن کا وجود تمدن کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔"[١٧]

اسی طرح شاہ صاحب ایسے پیشوں کے بھی سخت خلاف ہیں جن کا مقصد فقط چالاکی کے ذریعے

---

[١٦] حجۃ اللہ البالغۃ: ٢، ص: ٧٦

[١٧] ایضاً

ال جمع کرنا ہے اور معاشرے کی کوئی مفید خدمات سرانجام دینا مقصود نہ ہو۔ لکھتے ہیں :

"اس زمانے میں شہروں کی بربادی کے دو (بڑے) سبب ہیں : اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے دوسرے پیشوں کو چھوڑ کر خود کو حکومت کے دامن سے وابستہ کر رکھا ہے اور ان کا تمام بوجھ بیت المال پر ہے (اور وہ اس بنا پر خود کو اس کا مستحق سمجھتے ہیں) کہ وہ غازی ہیں یا علما ہیں یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو عام طور پر بادشاہ انعام و اکرام سے نوازتے ہیں ۔ جیسے زاویہ نشین فقرا اور درباری شعرا یا کسی نئے طریقے سے بھیک مانگنے والے ہیں ۔ ان کے پیشِ نظر فقط یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنا پیٹ بھریں اور معاشرے کی کوئی خدمت انجام نہ دیں ، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک جماعت دوسری جماعت کا مقابلہ کرتی ہے ۔ پھر آپس میں یہ ایک دوسرے کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں ، اور یہ لوگ حکومت پر بوجھ بن جاتے ہیں ۔"[۱۸]

بے روزگاری جرائم کا باعث ہے :

شاہ صاحب کے نزدیک معاشرتی بہبود کے لیے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے کوئی فرد بے کار نہ رہے ۔ اس لیے کہ بے کار افراد کا وجود نہ صرف معاشرے کی مالیات کے لیے مضرت رساں ہے بلکہ اس کی بدولت بہت سے اخلاقی جرائم بھی جنم لیتے ہیں ۔ فرماتے ہیں :

وبقيت نفوس اعيت بهم المذاهب الصالحة فاتخذوا الى اكساب ضارة بالمدينة كالسرقة والقمار والتكدى ۔[۱۹]

ترجمہ : بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی (وجہ سے) جائز ذرائع سے کمائی میں ناکام رہتے ہیں ۔ پھر وہ چوری ، جوا بازی اور بھیک جیسے مضر پیشے اختیار کر لیتے ہیں ۔

---

۱۸ حجۃ اللہ البالغۃ : ۱ ، ص : ۴۵

۱۹ ایضاً ص : ۴۳